© rasailojaraid.com

تحریک ختم نبوّت، تحریک احیاء سنت اور منکرات کے خلاف جہادی مساعی

مولانا سمیع الحق کی ذاتی ڈائری سے انتخاب

شریعت کے مطابق تحریکِ شادی ونکاح

یکم جون مطابق ۱۱ شوال ۷۵ء بروز جمعہ شرعی احکام کے مطابق رسم ورواج سے پاک شادیوں کی تحریک کے سلسلے میں والد ماجد نے آج مصری بانڈہ اور اس کے گرد ونواح کے دیہات میں نکاح پڑھائے۔

تحریک ختم نبوت پنجاب ۵۳ء

مارچ ۵۳ء لاہور میں قادیانیوں کے خلاف تحریک زوروں پر ہے والد صاحب کی تقاریر میں بھی یہی موضوع زیر بحث آرہا ہے۔

یہ تحریک ارباب بست وکشادہ کو اپنے فریضہ اسلامی کی طرف توجہ دلانے کے لیے شروع کی گئی عوام کے جائز اسلامی مطالبہ کو ان کے کانوں تک پہنچایا ہے نہ حکومت بدلنا مقصود ہے نہ پاکستان کی سالمیت کو نقصان پہنچانا ہے میں مرکزی حکومت سے اپیل کرتا کہ مسلمانوں کے مطالبات کو ٹھنڈے دل سے غور فرما کر منظور کرے۔

(خطبہ جمعہ ۱۳ مارچ ۵۳ء)

فرمایا کہ انگریزوں نے دامن ختم نبوت کو تار تار کرنے اور جذبہ جہاد کو مسلمانوں کے دلوں سے نکالنے کے لیے اپنے ابلیسانہ عزائم بروئے کار لانے کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی کو کھڑا کیا مگر علماء حق نے اس پر دجل جعلی نبوت کا بھرم کھولنے اور بے نقاب کرنے کی کوششیں (۱۳ مارچ)

فرمایا کیا ایسا آدمی وزیر خارجہ (ظفر اللہ) ہو سکتا ہے جس کی ۹۵٪ رعایا دشمن ہو ہرگز نہیں وہ کب اس قوم کا خیر خواہ ہو سکتا ہے۔

(۱۳ مارچ)

فرمایا مسئلہ ختم نبوت میں مسلمانوں اور قادیانیوں کا اختلاف شیعہ سنی کے مانند نہیں بلکہ مسلمان اور مشرک کے مانند ہے۔ فرمایا ایسے شخص کو مسند وزارت خارجہ پر متمکن رہنے دینا جس کی ۹۵٪ پاکستان عوام مخالف ہوں اصول دانائی سے بعید ہے جس کے مٹانے کے لیے پاکستانی اتنی قربانیاں دیں کیا وہ آئندہ اس ملک اور قوم کا خیر خواہ رہ سکتا ہے۔

اخبارات اور ڈاک پر شدید سنسر تھی والد صاحب کی اس تقریر اور بیانات کے اقتباسات دارالعلوم کے رکن تاسیسی الحاج ملک امر اللہ کے ہاتھوں راولپنڈی بھیجے گئے اور ۱۷ مارچ کو روزنامہ تعمیر راولپنڈی میں شائع ہوئے دوسرے ۱۸ مارچ کو روزنامہ تعمیر ایک سال کے لئے بند کر دیا گیا کہ وہ شفیع المذنبین، ختم نبوت کا حامی تھا۔ ۲۲ مارچ کے مقبوضہ کشمیر کے سرینگر ریڈیو سے حضرت کی اس تقریر کے اقتباسات نشر ہوئے۔

۳۰ مارچ دارالعلوم میں تحریک کی کامیابی اور ظالموں کی بربادی کے لیے ختم شریف کی گئی۔

احیائے سنت کا عجیب وغریب نظارہ

۲۶ جولائی ۱۹۶۵ء کو شادی بیاہ میں رسوم ورواج کے خلاف مہم کے سلسلے میں والد صاحب یار حسین (تحصیل صوابی) تشریف لے گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ رات کو مولانا عبدالحنان صاحب کے فرزند کے ختنہ کی تقریب میں اجتماع سے رسم ورواج سے اجتناب اور شادی غمی میں بدعات کے خلاف مفصل خطاب فرمایا۔ بالخصوص ختنہ جسے پشتو میں سنت کہتے ہیں میں ناچ گانے کو نہایت قابل ملامت قرار دیا اور فرمایا کہ غضب ہے کہ ایسے فواحش پر سنت کا اطلاق کیا جائے اگر کوئی غیر مسلم ہندو سکھ وغیرہ آپ سے پوچھے کہ کیا ہو رہا ہے تو آپ کہیں گے کہ سنت کی تقریب ہے۔ تقریر کا بہت ہی اچھا اثر ہوا اور صبح نماز کے بعد محلہ کے اکثر لوگ چھوٹے بچے مسجد کو لے آئے اور ان بچوں کا ختنہ کرایا گیا ایک نشست میں ۶۰، ۷۰ بچوں کا ختنہ ہوا۔ احیائے سنت کا عجیب نظارہ تھا کہ ان پٹھانوں نے اپنے رسم ورواج کو پاؤں تلے روند ڈالا۔

احیاء سنت اور ترک رسومات کی تحریک

رمضان ۷۵ھ میں حاجی محمد زمان خان صاحب مرحوم کی تحریک ومشاورت سے مولانا عبدالحق صاحبؒ نے اصلاح رسوم بسلسلہ شادی بیاہ میں نہایت دلچسپی سے آغاز کیا کہ شادیاں شرعی طریقہ سے سادہ طور پر منائی جائیں۔ جہیز کی لعنت کی وجہ سے بے شمار لڑکیاں بیٹھی رہتی تھیں۔ اس سے قبل حاجی صاحب ترنگزئی نے اس ملک میں یہ قدم اٹھایا تھا وہ اکوڑہ خٹک بھی اس سلسلہ میں تشریف لائے تھے اور ایک دن میں بیس نکاح سادہ طور پر انجام پائے۔ والد صاحب نے اس سال ۷۵ھ میں عید الفطر کے موقع پر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ تجویز مدلّل اور مفصل طور پر عوام میں پیش کی۔ وعظ کا خوب اثر ہوا اور کئی آدمی اسی مجمع میں کھڑے ہو کر آمادۂ عمل ہو گئے اور اعلان کیا کہ ہم آج ہی بغیر کسی رسم و رواج کے اپنی لڑکیوں کے بیاہنے کے لیے تیار ہیں یہ سلسلہ تمام گاؤں میں بحمدللہ جاری ہوا اور چند دن میں پندرہ نکاح ہوئے والد ماجد ہر تقریب میں ترکِ منکرات اور ترکِ رسومات کی اہمیت اور اس کی اخلاقی اقتصادی خرابیوں پر روشنی ڈالتے رہے پھر یہ تحریک آس پاس کے علاقوں میں بھی پھیلی اور پورے علاقہ میں چھا گئی۔ (ذاتی ڈائری ص۲۹)

الیکشن ۷۱-۱۹۷۰ء

قومی اسمبلی کا انتخاب :- والد ماجد بسلسلہ علاج آپریشن آنکھ جون جولائی کے لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں تھے کہ مختلف طبقات کے لوگوں بالخصوص جمیعۃ العلماء اسلام کے اکابر مولانا درخواستی مولانا مفتی محمود مولانا غلام غوث ہزاروی وغیرہ نے مولانا پر الیکشن کے لیے کھڑے ہونے کے لیے اصرار شروع کیا۔ بار بار ہسپتال میں گھر پر وفود کی شکل میں آتے۔ بنگال سے حضرت مولانا اطہر علی وغیرہ نے بھی اصرار کیا کہ آئین ساز اسمبلی میں اس شخصیت کا ہونا دین کے لیے مفید اور ضروری ہے۔ مولانا کی ذات پر مختلف علماء بھی ایک حد تک جمع ہو سکتے ہیں مگر حضرت شیخ الحدیثؒ نہایت سختی سے انکار کرتے رہے اور بعد میں تقریر میں یہ فرمایا کہ جس شخص نے چیونٹی سے بوجہ طبعی حیاء کے باعث مقابلہ نہ کیا ہو وہ اس دنگل میں کیسے کود سکتا ہے۔ مگر بعد میں شرح صدر ہوا اور خود فرمایا تقریر میں کہ اللہ اگر پوچھے کہ اے عبدالحق تجھے میرے دین کیلئے اسمبلی میں آواز اٹھانے کا موقع مل گیا تم اتنا بھی نہ کر سکے کہ میرے دین کی آواز بلند کرتے۔

الیکشن کمپین کا مرحلہ

وسائل نہایت محدود ذرائع کی کمی تھی مگر علماء۔ طلباء۔ آئمہ مساجد اور دیندار لوگوں نے دیوانہ وار کام کیا مولانا خود انتخابی جلسے میں بہت کم آتے اور فرمایا کرتے مجھے حیا آتی ہے کہ خود کو اہل ثابت کرتا پھروں۔ جمیعت علماء اسلام نوشہرہ کی کانفرنس میں لوگوں نے نامزد ممبر قومی اسمبلی کے نعرے لگائے تو مولانا شیر علی شاہ کو روک کر ناگواری ظاہر کی آخر تک انتخاب میں اس نام سے جھجک رہے تھے آخر ملحقہ علاقہ خوڑہ۔ رشکئی خویشکی نوشہرہ کلاں خاص کر پبی ڈاک اسماعیل خیل اضاخیل پیر پیائی سے سرسری گزرے تاکہ لوگ زیارت کر سکیں۔

مولانا شمس الحق افغانی نے فرمایا کہ مولانا کی خدمات دارالعلوم اور ساری خدمات ایک طرف مگر الیکشن میں دہریت اور کمیونزم کے بڑے بت کو گرانا ایک طرف یہ سب بھاری خدمت ہے فرمایا کہ مولانا کی شکست ایک دارالعلوم یا تمام علماء کی شکست نہ تھی بلکہ عالم اسلام کی شکست ہوتی جنات کے بارے میں کئی روایتیں پہونچیں کہ انہوں نے الیکشن میں حصہ لیا آدم زئی کے مولانا امیر خان فاضل حقانیہ کے ایک آسیب زدہ شخص کے ذریعے کامیابی کے بعد پیغام آیا کہ خطبہ جمعہ میں جنات کا بھی شکریہ ادا کیا جائے۔ عجیب کرامات کا ظہور ہوتا رہا شدید مخالفین کے ہاتھ بسا اوقات مولانا کے نشان پر مہر لگانے پر مجبور ہو گئے کئی واقعات ایسے سامنے آئے۔

بعض زعماء قوم اور علماء امت کے سانحہ ہائے ارتحال

مولانا سمیع الحق کی ذاتی ڈائری سے انتخاب

زعیم ملت امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کی وفات

۲۲ر فروری ۱۹۵۸ء کو دارالعلوم حقانیہ میں زعیم ملت امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کی وفات پر صف ماتم بچھ گئی۔ دارالعلوم میں ان کے ایصالِ ثواب کے لیے فاتحہ خوانی اور ختم کلام پاک کیا گیا۔ تعزیتی اجلاس میں حضرۃ والد صاحب نے گھنٹہ تک رقت انگیز انداز میں امام الہند کے وصال سے پیدا ہونے والے خطرات و فتن کی نشاندہی کی۔ آپ نے امام الہند کو فخر اسلام فخر علماء۔ اور مذاہب باطلہ کے لیے مجسمہ ردو جواب اور اس دور کا واحد علامہ جلیل اور عصر حاضر کی شیطانی سیاست کی گہرائیوں تک پہنچنے والا قرار دیا۔ انہوں نے مرحوم کو اس دور میں امام رازیؒ کا مثیل قرار دیا۔

عاشقِ رسولؐ الحاج محمد امین صاحب کا سانحۂ ارتحال اور جنازہ میں حضرۃ والد صاحب کی شرکت

۳۱ر مئی ۵۸ء کو مجاہد اسلام جانشین حاجی صاحب ترنگ زئی مولانا حاجی محمد امین صاحب انتقال فرما گئے۔ ۴ بجے عمر زئی میں سپرد خاک کر دیئے گئے، حضرت والد صاحب اور دیگر حضرات نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔

مولانا مبارک علی کی تعزیت

یکم ستمبر ۵۸ء دارالعلوم دیوبند کے نائب مہتمم مولانا مبارک علی

© rasailojaraid.com